ضبط و ترتیب ادارۃ الحق

ازافادات حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

# اہل السنّت والجماعت کتاب و سنت کی روشنی میں

( دارالعلوم حقانیہ اور دارالعلوم دیوبند کا مسلک )

یہ تقریر دارالعلوم حقانیہ کے جلسۂ دستار بندی کی پہلی نشست میں ( بروز ہفتہ ۲ رجب بعد از نماز ظہر ) ہوئی۔ جو اس وقت ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ محفوظ کر لی گئی۔ اب اسے قارئین کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ ایسے نازک موضوع پر حضرت مولانا مدظلہ نے جس انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ اس سے عصر حاضر کے تمام دینی فتنوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ ( ادارہ )

(خطبۂ مسنونہ کے بعد) یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حقّ تُقاتہ ولا تموتنّ الّا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرّقوا (الآیۃ)

یہ آیت میں نے تلاوت کی ہے۔ دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیوبند کی طرز اور نمونہ کا ایک مدرسہ ہے۔ اور یہ اسکی دستار بندی کا جلسہ ہے۔ تو میری ہمت حاضری کی نہیں تھی۔ مگر ہمارے محترم بھائی حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے اصرار سے میں حاضر ہو گیا۔ دیوبند کا میں بھی مدرس رہا۔ اور آپ بھی دونوں ایک ہی مدرسہ میں مدرس رہے۔ اس تعلق سے مجبور تھا۔ اب تردد یہ ہے کہ بہت سے لوگ اس علاقہ کے میری زبان کو شاید نہ سمجھیں۔ تو اس لئے میرا ارادہ یہ ہوا کہ ایک مضمون جو دستار بندی کئے جانے والے طلباء اور فضلاء اور دارالعلوم کے اساتذہ اور مدرسین اور اہل علم کے کام کا عرض کروں کہ آئندہ کیلئے بصیرت ہو ————

پہلے اپنے مضمون کا اجمالی بیان کروں گا۔ پھر آیت کی تفصیل کروں گا۔ دارالعلوم دیوبند ہو یا دارالعلوم حقانیہ ہو، دونوں اہل سنّت والجماعت کے مسلک پر ہیں۔ اور جو اہل سنّت والجماعت کا علم ہے، اسکی تعلیم و تلقین میں یہ دونوں مدرسے مشغول ہیں ———— تو میرا خیال ہوا کہ اس وقت جو ہم لوگ

اہل سنت والجماعت کے نام سے مشہور ہیں۔ اس اہل سنّت والجماعت کے معنی بتلا دوں۔ اپنے طالب العلموں اور دارالعلوم سے فاضل و فارغ ہونے والے بھائیوں کو۔ اور یہ بتلا دوں کہ اس علم کی حقیقت اور نوعیت کیا ہے۔ تاکہ بصیرت کا سامان بن جائے۔ تو اولاً یہ جو لقب اہل سنت والجماعت" کا ہے۔ اس کا لفظی ترجمہ بتلا دوں۔ پھر آیت کی تقریر کروں گا۔ تاکہ انطباق معلوم ہو جائے۔

اہل سنت والجماعت یہ وہ لفظ ہے جسکو ہم بطور لذت اور بطور فخر نعمت کے استعمال کرتے ہیں۔ الحمدللہ کہ ہم اہل سنت والجماعت میں سے ہیں۔ تو اہل سنت والجماعت دو لفظ ہیں۔ ایک سنت کا لفظ ہے۔ ایک جماعت کا۔ سنت کے معنی ہیں نبی کریمؐ کے طریقے۔ اور جماعت سے صحابہ کرامؓ کی جماعت مراد ہے۔ تو اہل سنت وہ لوگ ہوئے جو نبی کریمؐ کے طریقے پر اور صحابہ کرامؓ کی جماعت اور گروہ کے نقش قدم پر ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں بھی بہت سے فرقے ہوئے۔ اور میری امت کے اندر ۷۳ فرقے ہوں گے۔ سب کے سب ناری ہوں گے۔ مگر ایک فرقہ ناجی ہوگا۔ تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ایک فرقے والا کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ما انا علیہ واصحابی۔ وہ فرقہ ناجی ہوگا۔ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہے۔ تو ما انا علیہ سے نبی کریمؐ کی سنّت اور ما علیہ اصحابی سے مراد ہو گیا صحابہ کرامؓ کا طریقہ۔

حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ یہ جو اہل سنت کا لفظ ہماری زبانوں پر ہے اور ہم اسکو استعمال کرتے ہیں، سب سے پہلے یہ قرآن کریم کی مذکورہ آیت کی تفسیر میں ابن عباسؓ کی زبان سے نکلا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ یا یھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جو حق ہے اس کے ڈرنے کا۔)

نہ کسی نبی سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا ہو سکتا ہے۔ نہ کسی فرشتے اور نہ جبرئیل و میکائیل سے۔ تو حق تقاتہ کے معنی یہ ہیں۔ کہ عظمت و جلال کا جتنا تقاضا ہے اس کے مطابق جتنا ہو سکے اس کے ڈرنے کے اندر کمی مت کرو۔ اور ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ (اور مت مرنا مگر اسلام کی حالت میں مرتے دم تک) اور آگے فرمایا: ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ مت مرنا مگر اسلام کی حالت میں۔ مطلب یہ ہے کہ مرتے دم تک اسلام پر قائم رہنا۔ یہ دو ہدایت ہوئی تقویٰ کی ہدایت ہوئی اور ایمان پر قائم رہنے کی ہدایت ہوئی۔ اور آگے تیسرا لفظ کیا فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔ اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو سب کے سب۔ اور ولا تفرقوا۔ آپس میں مختلف فرقے مت بناؤ۔ تو واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کا جو لفظ آیا ہے اللہ کی رسی اس کے معنی یہ ہیں کہ دین کی رسی اور

شریعت کی رسّی کو مضبوط پکڑو۔ اور قرآن میں ہے فمن استمسک بالعروۃ الوثقیٰ جس نے دین کی رسّی کو پکڑ لیا۔ لاانفصام لہا۔ وہ رسّہ اتنا مضبوط ہے کہ ٹوٹ نہیں سکتا۔ انفصام کے معنی لغت میں انقطاع کے ہیں۔ تو مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ ایک دن فرما رہے تھے کہ وہ رسّہ ٹوٹ تو نہیں سکتا۔ لیکن اگر غفلت ہوئی اور مضبوط نہ پکڑا تو ہاتھ سے چھوٹ جانے کا امکان ہے۔ تو مختصر طریقے سے سمجھو کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک تو اتحاد کا حکم دیا۔ دوسرا اختلاف نہ کرنے کا۔ آجکل لوگوں کی زبان پر یہ ہے کہ صاحب تفرقہ مت ڈالو ولا تفرقوا۔ تو اس کے معنی یہ نہیں کہ دنیا میں اختلاف نہ پیدا کرو۔ اور یہ کسی کی قدرت و اختیار میں نہیں کہ دنیا میں اختلاف باقی نہ رہے اور کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے تفرقہ پیدا ہو۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں واعتصموا۔ حق پر مضبوط اور متفق رہو۔ ولا تفرقوا۔ اللہ کی رسّی سے علیحدہ مت ہو جاؤ۔ تو جو اللہ کی رسّی سے جدا ہو جائے۔ وہ تفرقہ کا مجرم ہوگا۔ اور وہ شخص اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑے تفرقہ کا باعث نہیں ہے۔ تو لوگ جو یوں کہتے ہیں تفرقہ ڈالا اسکی مثال یوں سمجھو کہ حکومت کہتی ہے کہ متفق ہو کر رہو اور تفرقہ مت ڈالو ملکوں میں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ملک میں تفرقہ قائم نہ کرو کہ قانون حکومت پر متفق نہ ہوں اور قانون حکومت کے خلاف مت کرو۔ اور اگر کوئی شخص قانون حکومت کے خلاف کریگا۔ تفرقہ ڈالنے والا سمجھا جائے گا۔ اگر کوئی شخص اس کا رد کریگا۔ تو وہ حکومت کا معین و مددگار سمجھا جائے گا۔ نہ کہ مخالف اور اسکو یوں نہیں کہا جائیگا کہ تفرقہ ڈال رہا ہے۔ تو قانون حکومت پر متفق ہونا یہ ہے اتفاق۔ اور قانون حکومت سے خلاف کرنا یہ ہے تفرقہ۔ تو قانون شریعت پر جو متفق ہیں وہ لوگ تو اللہ کی رسّی کو پکڑنے والے ہیں۔ اور جو قانون شریعت کے خلاف کوئی تقریر یا تحریر لکھتے ہیں وہ تفرقے کے مرتکب اور مجرم ہیں۔ نہ کہ وہ علماء حق جو رسّی کو مضبوط پکڑے ہوئے ہیں ـــــ۔

پھر اگر متفق ہو جائیں اگر ڈاکو متفق ہو جائیں تو کیا یہ اتفاق پسندیدہ کہلایا جائے گا؟ آجکل حکومت ہی کے عہدہ داروں میں ایک گروہ ہے جو متفق ہو گیا ہے رشوت لینے پر۔ تو کیا ان کا یہ اتفاق پسندیدہ ہے۔؟ چند آیتوں کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ولا تکونوا کالذین تفرقوا۔ اے مسلمانوں ان لوگوں کے (یعنی اہل کتاب کے) مشابہ مت ہو جنہوں نے دلائل واضحہ کے بعد اللہ کے احکام میں اختلاف کیا اور فرقے فرقے بن گئے جیسے کہ یہود و نصاریٰ کے پاس حکم واضح آچکا تھا۔ مگر انہوں نے اختلاف کیا۔ تو حکم واضح کے بعد جو اختلاف کرتے وہ اس وعید میں داخل ہوگا کہ اولٰئک لہم عذاب عظیم۔ آگے ارشاد ہے۔ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ۔ اس دن کو یاد رکھو اس دن کو کہ روشن ہوں گے بعض

چہرے اور بعض سیاہ۔ تو حضرت ابن عباس سے ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے۔ کہ سفید چہروں سے مراد وجوہ اہل سنت اور سیاہ چہروں سے اہل بدعت ہیں۔ بدعت کے معنی یہ نہیں ہیں جو آجکل مخصوص کئے گئے ہیں بلکہ اس کے معنی دین میں ہر نئی بات نکالنے کے ہیں۔ جن لوگوں نے خارجیت کی بدعت نکالی وہ بھی، جنہوں نے رفض کی بدعت نکالی وہ بھی اس میں داخل ہیں۔ اور اولیاء اللہ کی بدعت کا دائرہ تو اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

ایک دفعہ امام غزالیؒ کا "احیاء العلوم" دیکھ رہا تھا۔ تو امامؒ نے ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ کھانے کے بعد صابن سے ہاتھ دھونا بدعت ہے۔ میں گھبرایا کہ بھئی یہ کیسے بدعت کہا۔ تھوڑی دیر غور کیا تو معلوم ہوا کہ آدمی صابن کا استعمال کرتا ہے مرغن کھانوں کے بعد۔ تو امام غزالیؒ کا مطلب ہے کہ مرغن کھانے بدعت ہیں۔ صحابہ وتابعین کا یہ طریقہ نہیں تھا۔ تو اولیاء اللہ کے ہاں بدعت اس درجے تک پہنچا تھا۔ بہت سے لوگ دعویٰ کرتے ہیں اہل سنت ہونے کا۔ مگر صحابہؓ کی اتباع کو ضروری نہیں سمجھتے۔ اس کے متعلق ایک کلمہ امام شاطبی کا نقل کئے دیتا ہوں اہل علم کو انشاء اللہ کام دیگا۔

اصول فقہ کی چار کتابیں ہیں۔ کتاب اللہ۔ سنّت۔ اجماع اور قیاس تو سنّت کے معنی ہیں وہ طریقہ دین کا جو ہم تک نبی کریمؐ سے پہنچا ہو۔ خواہ قرآن میں اس کا ذکر ہو یا نہ ہو۔ اس کے بعد فرماتے ہیں، کہ حدیث میں آیا ہے: علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین۔ کہ نبی کریمؐ نے فرمایا میری سنّت کو لازم پکڑو اور میرے خلفائے راشدین کی تو ایک سنّت ہے نبی کریمؐ کی۔ اور ایک صحابہ کرام کی۔ اس کا بھی اتباع واجب ہے۔ تو یہ جو تعریف امام شاطبیؒ نے فرمائی اس پر عمل کرنا۔ اور اس کا اتباع کرنا مسلمان پر واجب ہے۔ کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ چیز قرآن کریم میں مذکور نہیں حدیث میں مذکور ہے تو میں کیسے مانوں۔؟ سنّت کا ماننا بھی دین کا جزء ہے۔ اور صحابہ کرام نے جو طریقہ اختیار کیا ہے، چاہے قرآن وحدیث میں اس کا ذکر ہو یا نہ ہو۔ مولانا عبدالحی لکھنوی کا ایک رسالہ ہے جو نور الانوار کے آخر میں لگا ہوا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ بعض لوگ عمل بالحدیث کے مدعی ہیں۔ مگر خلفائے راشدین کی سنّت کو ضروری نہیں سمجھتے۔ حالانکہ اہل سنت والجماعت میں سے ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ نبی کریمؐ کی سنّت کو بھی مانتا ہو۔ اور خلفائے راشدین کی سنّت کو بھی۔ اگر نبی کریمؐ کی سنّت کا کوئی قائل ہے اور خلفائے راشدین کی سنّت کا نہیں تو وہ اہل سنّت والجماعت میں سے شمار نہ ہوگا۔ یہ جملہ اس لئے عرض کیا کہ بہت سے لوگ اس زمانے میں یوں کہتے ہیں کہ ہم تو قرآن وحدیث کو حجت تسلیم کرتے ہیں۔ اور چیز کو نہیں۔ تو مجھے یہ بتلانا ہے کتاب اللہ

کی شرح ہوتی ہے نبی کریمؐ کی سنت سے۔ یا ایسے ہی نبی کریمؐ کی سنت کی شرح اور مراد کھلتی ہے صحابہ کی سنت اور عمل سے۔ تو جیسے وہاں تفریق ممکن نہیں ویسے یہاں بھی۔ شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہٗ نے ازالۃ الخفاء میں تصریح کی ہے۔ کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں جو باتیں طے ہوگئی وہ دین کا جزء ہے، اور تتمہ ہے شریعت کا۔ اور دلیل یہی آیت ہے۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض۔ اس کا شان نزول یہ ہے۔ کہ صحابہ کرام جب ہجرت کرکے مدینہ گئے تو غسان جو علاقہ شام میں ایک ریاست تھی۔ صحابہ کو معلوم ہوا کہ وہ مدینہ پر چڑھائی کی تیاریاں کر رہے تھے۔ تو صحابہ کرام پر ایک خوف طاری تھا۔ کہ بڑی طاقت اور حکومت ہے۔ مدینہ پر حملہ نہ کریں۔ تو صحابہ نے ایک دن عرض کیا: یا رسول اللہؐ ہم پریشان رہتے ہیں۔ اللہ سے دعا مانگئے۔ تو مذکورہ آیت تسلی کے لئے نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ مومنین اور عمل صالح کرنے والوں سے کہ تمہیں روئے زمین کی بادشاہت عطا فرمادیں گے۔

دوسرا وعدہ یہ کیا ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم۔ اور وہ جو زمانہ خلافت اور حکومت کا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ ان کے دین کو مضبوط کردیں گے کہ جو اللہ نے ان کے لئے پسند کیا ہے۔ ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً۔ اور خوف کے بعد ان کو امن عطا کردے گا۔ تو شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ خلافت راشدہ میں اللہ کا دین مضبوط ہوا اور وہ ایسا دین تھا جو ارتضیٰ لھم کا مصداق تھا۔ تو آیت کا مدلول یہ نکلا کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں جو باتیں طے ہوگی وہ دین ہوگی۔ اور پسندیدہ ہوگی اور جو اسے نہ مانے گا وہ دین سے اعراض کرے گا۔ آیت کے آخر میں تتمہ فرمایا۔ ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون۔ اور جو ناشکری کرے گا خلافت راشدہ کی نعمت کی وہ فاسق ہوں گے ۔۔۔ تو خلافت راشدہ باعتبار دین اور دنیا دونوں کے مضبوطی کا باعث بنا۔ دین بھی مضبوط اور دنیا بھی۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ)

---

ص ۱۲ سے آگے۔

اس مدرسہ کیلئے جو لوگ دامے درمے قدمے سخنے اعانت فرماتے ہیں۔ وہ اس کو اپنی نجات اخروی کا ذریعہ سمجھیں۔ اس دارالعلوم میں لگائی ہوئی پائی پائی آخرت میں کام آئے گی۔

حضرت مولانا نے بانی دارالعلوم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی صحت کیلئے بھی دعا فرمائی اور اس طرح یہ جلسہ بہترین روحانی اور دینی برکات اور خوشگوار یادیں حاضرین کے دلوں پر ثبت کرتے ہوئے ختم ہوا ۔۔۔۔